نماز کی صحت وقبولیت کے مسائل

نماز کی قبولیت وصحت کا مدار:

سوال: نماز کی قبولیت اور صحت کا مدار کس چیز پر ہے؟

الجواب

قبولیتِ نماز اور چیز ہے اور صحتِ نماز اور چیز ہے، صحتِ نماز موقوف ہے نماز کے شرائط، فرائض اور واجبات کے ادا کرنے پر، موانع صحت مثل نجاست ظاہری حدث وغیرہ کے دور کر دینے پر، اس صورت میں (شرائط وغیرہ کا خیال رکھنے کی شکل میں) نماز صحیح ہو جائیگی اور شریعت کا مطالبہ ادائے فریضہ کا ساقط ہو جائیگا اور قبولیت نماز خداوند کریم کے فضل وکرم پر موقوف ہے۔ ممکن ہے نماز بالکل صحیح اور مکمل ادا کی جائے اور اس بے نیاز مالک الملک کی بارگاہ عالی میں قبولیت کا شرف نہ حاصل ہو، اور ممکن ہے کہ وہ اکرم الاکرمین کسی ناقص سے ناقص نماز کو اپنی بارگاہ میں ہزاروں اور کروڑوں مکمل نمازوں سے بڑھادے، مگر حسب حکمت ورحمت، عادت خداوندی یہی ہے کہ اگر بندہ نے اپنی سکت بھر تمام شروط وارکان وغیرہ کی رعایت کی ہو، اور جان بوجھ کر کوئی خلل نہ ڈالا ہو، تو اس کو ضرور قبول فرماتا ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ لاَ يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئاً وَلٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ﴾. (۱)

(اللہ تعالیٰ ذرا بھی آدمیوں پر ظلم روا نہیں رکھتا، لیکن آدمی خود ہی اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں۔)

صحتِ نماز کے لئے حضور قلب کا صرف ادنیٰ درجہ شرط ہے، اور وہ یہ ہے کہ کم از کم کسی رکن میں خیال ہو کہ میں نماز ادا کر رہا ہوں، اور اپنے آقا مالک الملک، احکم الحاکمین کی اطاعت بجالا رہا ہوں، اس سے زیادہ حضور قلب کمالِ نماز اور اس کے احسان اور اچھے کرنے کی شرط ہیں، نماز میں خطرات اور وساوس اور احادیث نفس کا آنا مفسد نماز نہیں ہے، البتہ اس میں نقصان پیدا کرتے ہیں، خصوصاً جبکہ اختیار وارادہ سے ہوں۔ (۲)

---

(۱) سورة يونس: ٤٤۔

(۲) وفی شرح المقدمة الكيدانية للعلامة القهستانی: يجب حضور القلب عند التحريمة فلو اشتغل قلبه بتفكر مسئلة مثلاً فی أثناء الأركان فلا تستحب الإعادة، وقال البقالی: لم ينقص أجره إلا إذا قصر. (ردالمحتار: ٤١٧/١، باب شروط الصلوٰة، بحث النية، مطلب فی حضور القلب، انيس)

ایسے احادیث نفس اور خیالات زیادہ نقصان پیدا کرتے ہیں، خلاصہ یہ کہ ایسی نمازیں جو شرعی نقطۂ نظر سے صحیح ہوئیں ان کا اعادہ واجب نہیں ہے۔

(مکتوبات:۴/۱۷)(فتاویٰ شیخ الاسلام:۳۳-۳۴)

اگر کسی کو نماز کی قبولیت میں شک ہو تو وہ کیا کرے:

سوال: اگر کوئی شخص پکا نمازی ہو اور اسے یہ گمان ہو کہ میری فلاں فلاں نمازیں قبول نہیں ہوئی ہوں گی، تو وہ کیا کرے؟ اور جن جن نمازوں پر اسے شک ہو، تو وہ کیا قضا کرے یا نہ کرے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

اگر نماز کا فرض یا واجب رہ گیا ہو، تو لوٹائے۔(۱) ورنہ نہیں۔(۲)(آپ کے مسائل اور ان کا حل:۳/۱۹۶)

کیا کوئی ایسا معیار ہے جس سے نماز مقبول ہونے کا علم ہو جائے:

سوال: کیا کوئی معیار ہے جس سے عوام کو یہ معلوم ہو جائے کہ ہماری نماز مقبول ہے اور ہمارا رب ہم سے راضی ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

نماز کو پوری شرائط اور مطلوبہ خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کرنے کے بعد حق تعالیٰ کی رحمت سے امید کی جاتی ہے کہ وہ قبول فرمائیں گے۔(۳)(آپ کے مسائل اور ان کا حل:۳/۱۹۱)

نماز کی قبولیت کے لئے خشوع فرض ہے:

سوال: کوئی شخص نماز پڑھے اور نماز میں خود حاضر ہو، لیکن اس کا دل تھوڑی دیر کے لئے بھی نماز میں خداوند قدوس کی طرف متوجہ نہ ہو، آیا اس کی نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا ومصلیًا

فرضیت ذمہ سے ساقط ہو جائے گی، البتہ خشوع وخضوع والی نماز کا ثواب نہیں ملے گا، اس لئے کہ نماز میں خدا کی

---

(۱) (من فرائضها)التي لا تصح بدونها(درمختار)(قوله لا تصح بدونها)صفة كاشفة إذ لاشئ من الفروض ما تصح الصلاة بدونه بلا عذر.(ردالمحتار : ۱/۴۴۲، مطلب قد يطلق الفرض على مايقابل الركن،الخ)

"(ولها واجبات)لاتفسد بتركها وتعاد وجوباً في العمد والسهوإن لم يسجدله وإن لم يعدها يكون فاسقاً.(الدرالمختار : ۱/۴۵٦،باب صفة الصلاة،مطلب واجبات الصلاة)

(۲) لأن الفرض لايتكرر.(رد المحتارعلى الدرالمختار : ۲/٦۴،مطلب في تعريف الإعادة)

(۳) وفي شرح المقدمة الكيدانية للعلامة القهستاني: يجب حضور القلب عندالتحريمة فلواشتغل قلبه بتفكر مسئلة مثلاً في أثناء الأركان فلا تستحب الإعادة،وقال البقالي:لم ينقص أجره إلا إذا قصر...ولم يعتبرقول من قال لا قيمة لصلاة من لم يكن قلبه فيها معه،كمافي الملتقط والخزانةوالسراجيةوغيرها.(ردالمحتار : ۱/۴۱۷،باب شروط الصلوٰة، بحث النية،مطلب في حضور القلب،انيس)

طرف دل کا متوجہ ہونا (خشوع) صحتِ صلاۃ کے لئے موقوف نہیں، اگر چہ امام غزالیؒ اور امام قرطبیؒ اور بعض دوسرے حضرات کے نزدیک نماز میں خشوع فرض ہے۔ اسی وجہ سے اگر پوری نماز خشوع کے بغیر گذر جائے، توان کے یہاں نماز ہی ادا نہ ہوگی۔

”**اختلف الناس فی الخشوع هل هو من فرائض الصلوٰة أو من فضائلها ومكملاتها علٰى قولين والصحيح الأول**“. (قرطبی، ج:۲، ص:۱۰٤)

لیکن حضرت تھانوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ!

”حق یہ ہے کہ صحتِ صلاۃ کا موقوف علیہ نہیں اور اس مرتبہ میں فرض نہیں اور قبول صلاۃ کا موقوف علیہ ہے اور اس مرتبہ میں فرض ہے“۔ (بیان القرآن: ج۸اص:۴ پارہ ۱۸)

بہر حال خشوع پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ اس لئے کہ جس کے لئے یہ عمل ہے اگر وہ قبول ہی نہ کرے، تو اس عمل سے کیا فائدہ۔(۱) یہ دوسری بات ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی پیشین گوئی پہلے ہی فرما چکے ہیں کہ یہ چیز اس امت سے سب سے پہلے سلب ہو جائے گی۔ چنانچہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں اس کی تصریح موجود ہے۔ (معارف القرآن، ج:٦، ص:۲۹٦)(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی۔ (حبیب الفتاویٰ: ۳۹/۲-۴۰) ☆

---

(۱) ﴿قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ،الَّذِيۡنَ هُمۡ فِىۡ صَلَاتِهِمۡ خَاشِعُوۡنَ﴾. (سورة المؤمنون: ۱-۲)

عن الفضل بن عباس قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: الصلاة مثنى مثنى تشهد في كل ركعتين وتخشع وتضرع وتمسكن وتقنع يديك يقول ترفعهما إلى ربك مستقبلا ببطونهما وجهك، وتقول يارب يارب ومن لم يفعل ذلك فهو كذا وكذا. (سنن الترمذی، كتاب الصلاة، باب ماجاء في التخشع في الصلاة (ح: ۳۸۵) انیس)

(۲) **عن أبي الدرداء أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: أول شيء يرفع من هذه الأمة الخشوع حتى لاترى فيها خاشعا. (المعجم الكبير للطبراني، قال الهيثمي في مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، في كتاب الصلاة، باب الخشوع (ح: ۲۸۱۳): إسناده حسن)**

عن حذيفة قال: أول ماتفقدون من دينكم الخشوع وآخر ما تفقدون من دينكم الصلاة... الخ. (المستدرك للحاكم، كتاب الفتن والملاحم، أول ماتفقدون من دينكم الخشوع (ح: ۸٤٦۹) وقال: هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه) انیس

☆ نماز میں دل نہیں لگنا:

سوال: اگر کسی کا دل نماز واذکار میں نہ لگے، تو اس کو کیا کرنا چاہیے؟ ایک شخص بہت صوم وصلوٰۃ کا پابند ہے اور خوف خدا بھی اس کے دل میں ہے، اب اس کی یہ کیفیت ختم ہوگئی ہے، تو اس کو کیا عمل کرنا چاہیے؟ کوئی وظیفہ بتلا دیجئے، یا کوئی مخصوص عمل یا کوئی خاص حل؟

الجواب ــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

آدمی کی کیفیت ہر وقت یکساں نہیں رہتی، کبھی شوق غالب رہتا ہے اور کبھی انقباض کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے، اس لئے جب عبادات کا شوق غالب ہو، تو زیادہ سے زیادہ شکر ادا کرے اور جب انقباض اور سستی کی کیفیت ہو، تو جی لگا کر استغفار کیا کرے، اور اپنے گناہوں کو یاد کر کے ان سے توبہ کرے، اور ہمت سے کام لے کر اپنے کسی بھی معمول کو ترک نہ ہونے دے، تو انشاء اللہ جلد ہی یہ کیفیت ختم ہو جائے گی۔

عن الأغر المزني -وكانت له صحبة قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إنه ليغان علٰى قلبي وإني لأستغفر اللّٰه في كل يوم مائة مرة. (مسلم: ۳٤٦/۲ (ح: ۲۷۰۲)/أبو داؤد: ۲۱۲/۱ (ح: ۱۵۱۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (دینی مسائل اوران کا حل: ۱۳۳)

نماز میں خشوع نہ ہو، تو کیا نماز پڑھنے کا فائدہ ہے؟ نیز خشوع پیدا کرنے کا طریقہ:

سوال: آج کل ایک گروہ ایسا پیدا ہوا ہے، جو یہ کہتا ہے کہ اصل مقصد تو دل میں اللہ تعالیٰ کا نام نقش کرنا ہے، اگر دل میں اللہ کا نام نقش نہیں تو نماز، روزہ، زکوٰۃ کسی کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس لیے بعض لوگ کہتے ہیں کہ بغیر خشوع وخضوع کے نماز پڑھنا ہی بے کار ہے اور بہت سے لوگ اس کی وجہ سے پریشان ہیں کہ خشوع والی نماز تو ہمیں نصیب نہیں، تو نماز ہی کیوں پڑھی جائے؟

الجواب ـــــــــــــــــــ

(۱) نماز میں خشوع اور خضوع کا اہتمام ضرور کرنا چاہیے۔(۱) اکابر فرماتے ہیں کہ اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ نماز شروع کرنے سے پہلے یہ سوچ لیا جائے کہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہو رہا ہوں، جس طرح کہ قیامت کے دن میری پیشی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہوگی۔ پھر وہ الفاظ جو نماز میں پڑھ رہا ہے، ان کو سوچ کر پڑھے، اگر کبھی خیال بھٹک جائے، تو پھر متوجہ ہو جائے۔ اس کے مطابق عمل کرے گا، تو ان شاء اللہ کامل نماز کا ثواب ملے گا اور رفتہ رفتہ خشوع کی حقیقت بھی میسر آ جائے گی۔(۲)

(۲) دل میں اللہ تعالیٰ کا نقش قائم کرنا بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق نماز، روزہ اور دیگر عبادات کے ذریعے ہی میسر آ سکتا ہے۔ نماز، روزہ کے بغیر دل میں کیسے نقش قائم ہوسکتا ہے؟ پس جو چیز کہ دل کے اندر اللہ تعالیٰ کے نام کو نقش کرنے کا ذریعہ ہے، اس کو بے کار کہنا بڑی غلط بات ہے۔

(۳) نماز کے اندر خشوع وخضوع حاصل کرنے کا طریقہ تو میں نے اوپر لکھ دیا ہے، نماز باجماعت کی پابندی کی جائے اور ممکن حد تک خشوع وخضوع کا بھی اہتمام کیا جائے، لیکن نماز ضرور پڑھتے رہنا چاہیے، خواہ خشوع حاصل ہو یا نہ ہو۔ بزرگوں کا ارشاد ہے کہ نماز کی پابندی کروگے، تو پہلے عادت بنے گی، پھر عبادت بنے گی۔ پس خشوع حاصل کرنے کا طریقہ بھی نماز پڑھتے رہنا ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳/۱۹۳-۱۹۴)

داڑھی منڈے کی نماز سے کوئی فائدہ ہے یا نہیں:

سوال: ایک شخص نماز نہیں پڑھتا، اس صورت میں داڑھی رکھی، کیا ثواب ملے گا؟ نماز پڑھنے والا ایک فرد جس نے داڑھی رکھی نہیں ہے، کیا اس کو نماز کا ثواب ملے گا؟ ایک شخص جس نے داڑھی رکھی تھی، اب مونڈ ڈالی، لیکن اب نماز بھی پڑھتا ہے، کیا اس کو ثواب ملے گا؟

---

(۱) ﴿اَلَمۡ یَأۡنِ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡ تَخۡشَعَ قُلُوۡبُهُمۡ لِذِکۡرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الۡحَقِّ﴾.(سورة الحديد: ١٦)

(۲) عن أبي عبيدة: أن عبدالله كان إذا قام إلى الصلاة يغض بصره وصوته ويده. (الزهد والرقائق لابن المبارك، باب ماجاء في فضل العبادة (ح: ١٢٠)/مجمع الزوائد، كتاب الصلاة، باب الخشوع (ح: ٢٨١٥)

عن ابن مسعود قال: قاروا الصلاة، يقول: اسكنوا اطمئنوا. (مصنف عبد الرزاق، باب التحريك في الصلاة (ح: ٣٣٠٥) انيس)

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ

نماز پڑھنا فرض ہے،(۱) اور اس کا چھوڑ نا گناہ کبیرہ اور کفر کا کام ہے،(۲) داڑھی رکھنا واجب اور اس کا کتروانا یا مونڈنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے،(۳) مسلمان کو چاہیے کہ فرائض وواجبات کی پابندی کرے اور اپنی آخرت اور قبر کے لیے زیادہ سے زیادہ نیکیوں کا ذخیرہ جمع کرے، کیوں کہ مرنے کے بعد نیکی نہیں کر سکے گا، اور یہ بھی ضروری ہے کہ حرام وناجائز اور گناہ کبیرہ کے تمام کاموں سے پرہیز کرے، اور اگر کوئی گناہ سرزد ہوجائے، تو فوراً توبہ کرے، اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے اور استغفار سے اس کا تدارک کرے، تاکہ اس کی عاقبت برباد نہ ہو۔

الغرض مسلمان راہِ آخرت کا مسافر ہے، اس کو لازم ہے کہ اس راستے کے لیے توشہ جمع کرنے کا حریص ہو، اور راستے کی جھاڑیوں اور کانٹوں سے دامن بچا کے نکلے۔

اب اگر ایک شخص کچھ نیک کام کرتا ہے اور کچھ برے، تو قیامت کے دن میزان عدالت میں اس کی نیکیوں اور بدیوں کا موازنہ ہوگا، اگر نیکیوں کا پلہ بھاری رہا، تو کامیاب ہوگا اور اگر خدانخواستہ بدیوں کا پلہ بھاری نکلا، تو ذلت و رسوائی اور ناکامی وبربادی کا منہ دیکھنا ہوگا، الا یہ کہ رحمت خداوندی دستگیری فرمائے۔(۴)

اس تقریر سے آپ کے سوال کا اور اس قسم کے سوالات کا جواب معلوم ہوگیا۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل:۱۸۸/۳)

---

(۱) ﴿وَمَا أُمِرُوْا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَاءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ﴾.(سورة البينة :۵)

قال رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم:"اتقوا اللّٰه ربكم وصلوا خمسكم،وصوموا شهركم،وأدوا زكاة أموالكم،وأطيعوا ذا أمركم،تدخلوا جنة ربكم".(سنن الترمذی باب منه(ح:۶۱۶)انيس)

قال النبی صلى الله عليه وسلم:الصلاة عمودالدين.(رواه ابونعيم،التلخيص الحبير،كتاب الصلاة،باب أوقات الصلاة: ۳۰۸/۱)

(۲) عن معاذقال:أوصانی رسول الله صلى الله عليه وسلم بعشر كلمات...ولاتتركن صلاةمكتوبةمتعمداًفإن من ترک صلاةمكتوبةمتعمداًفقدبرئت منه ذمةاللّٰه .(مسندالإمام أحمد (ح: ۲۱۵۷۰)/المعجم الكبيرللطبرانی،باب الميم،من اسمه معاذ(ح:۲۳۳)/السنن الكبریٰ للبيهقی(ح:۱۴۳۱۱)انيس)

أبوالدرداء:من ترک صلاةمتعمداًفقدكفر/عن أنس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال:من ترک الصلاةمتعمداًفقدكفرجهاراً.(التلخيص الحبير،كتاب الصلاة،باب تارک الصلاة:۲۹۳/۱،مؤسسةقرطبة)انيس)

(۳) عن ابن عمررضی اللّٰه عنهماقال:قال رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم:انهكواالشوارب واعفوا اللحیٰ.(الصحيح للبخاری،كتاب اللباس،باب اعفاء اللحی(ح: ۵۵۵۴/۵۸۹۳)/الصحيح لمسلم بلفظ:احفواالشوارب واعفوااللحی(ح: ۲۵۹)/سنن أبی داؤد(ح: ۴۱۹۹)/سنن الترمذی(ح: ۱۶۳۵)/سنن النسائی،احفاء الشارب(ح:۵۰۴۵)/الموطاللإمام مالک(ح:۱۹۹۰)انيس)

وأخذ أطراف اللحية والسُّنّة فيها القبضة ... ولذا يحرم على الرجل قطع لحيته.(الدرالمختارمع رد المحتار:۴۰۷/۶،فصل فی البيع)

"وأما الأخذ منها وهی دون ذٰلک كما يفعله بعض المغاربة ومخنّثة الرجال فلم يبحه أحد".(الدرالمختار مع رد المحتار:۴۱۸/۲،مطلب فی الأخذ من اللحية)

(۴) "فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهُ،فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ،وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهُ،فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ".(سورة القارعة:۶-۹)

جس کا کچھ ذریعہ آمدنا جائز ہو، اسے نماز پڑھنے کا کوئی فائدہ ہوگا یا نہیں:

سوال: زید نے بکر سے کہا کہ بھائی نماز پڑھا کرو، تو بکر نے جواب دیا کہ مجھ کو نماز کا ثواب تو ملے گا ہی نہیں، لہٰذا نماز پڑھنے سے کیا فائدہ؟ بکر چونکہ اپنی تنخواہ کے علاوہ کچھ رقم ناجائز ذرائع سے حاصل کرتا ہے، بکر نے یہ جواب مندرجہ ذیل احادیث کی وجہ سے دیا۔

(۱) حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ ''جس کا گوشت پوست مالِ حرام سے پلا ہوگا، اس پر بہشت حرام ہے اور دوزخ حلال۔(۱)

(۲) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''جس کے جسم پر ایک کپڑا ہے اور اس میں دسواں حصہ حرام مال کا ہے، تو اس کی نماز قبول نہیں ہوگی''۔(۲)

لہٰذا بکر نے مندرجہ بالا احادیث کا حوالہ دے کر نماز پڑھنے سے مجبوری ظاہر کی، لہٰذا نماز پڑھنے سے کیا فائدہ، لیکن زید نے اس کو ایک اور حدیث مقدس کا حوالہ دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے''،(۳) لہٰذا نماز پڑھا کرو، انشاء اللہ تم حرام روزی کو ترک کردو گے۔ اور دوسرے یہ کہ فرضیتِ نماز قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ زید وبکر میں سے کس کی بات صحیح ہے؟ (سائل: دلاور خان کرمانی، عام خاص باغ، ملتان)

الجواب

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مذکورہ احادیث کو مدِ نظر رکھتے ہوئے شخص مذکور کا یہ رویہ اختیار کرنا کہ ناجائز وحرام امور سے بچنے کی بجائے نماز ہی کو بے فائدہ سمجھ کر ترک کر دینا، یہ نہایت ہی نادانی کی بات ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ

(۱) حذيفة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لايدخل الجنة لحم نبت من سحت، النار أولى به. (المعجم الأوسط للطبراني (ح: ٦٦٧٥) انيس)

(۲) عن علي بن أبي طالب قال: كناجلوساًمع رسول الله صلى الله عليه وسلم... قال:... إنه من أصاب مالاًمن حرام فلبس منه جلباباًيعني قميصاًلم تقبل صلاته حتى ينجي ذلك الجلباب عنه. (مسند البزار، (ح: ٨١٩) انيس)

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: من اشترىٰ ثوباًبعشرة دراهم وفيه درهم حرام، لم يقبل الله له صلاةمادام عليه، ثم أدخل اصبعيه في أذنيه وقال: صمتاإن لم يكن النبي صلى الله عليه وسلم سمعته يقوله. (مسند الإمام أحمد، مسند عبدالله بن عمر (ح: ٥٧٣٢) / شعب الإيمان للبيهقي، الملابس والزى والآوانى ومايكره منها (ح: ٥٧٠٧) انيس)

(۳) قال الله تعالىٰ: ﴿إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ﴾. (سورة العنكبوت: ٤٥)

قال ابن عباس: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من لم تنهه صلاته عن الفحشاء والمنكر لم يزددمن الله إلابعداً. (أحكام القرآن لابن العربي، تفسير سورة العنكبوت: ٥١٦/٣، دار الكتب العلمية) والحديث رواه ابن أبي حاتم والطبراني وابن مردويه. (فتح القدير للشوكاني: ١١٢٢/١، دار المعرفة / المعجم الكبير للطبراني، باب العين، من اسمه عبد الله، أحاديث عبدالله بن عباس بن عبدالمطلب (ح: ١١٠٢٥) / مسند الشهاب القضاعي (ح: ٥٠٩) : ٣٠٥/١، انيس)

تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کا مقصد تو یہ ہے کہ حرام کام چھوڑ دو اور نماز ادا کرو، یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ حرام چھوڑنے کے بجائے نماز ہی چھوڑ دو، کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان تو رحمۃ للعالمین اور ہادی کی ہے اور جو روّیہ بکر نے اختیار کیا ہے، اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین اور ہادی امت نہیں، بلکہ نعوذ باللہ، نعوذ باللہ، امت کے لئے گمراہ کنندہ ہیں، کیونکہ اس کے نماز چھوڑنے کا سبب فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے، یعنی اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم یوں نہ فرماتے، تو یہ نماز نہ چھوڑتا، حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین اور ہادی امت اور خیرخواہ ہیں، یہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت بڑا احسان ہے کہ آپ نے وہ چیزیں جو اللہ کی عبادت کو نقصان پہنچانے والی ہیں، ان کو بیان فرمادیا تاکہ اللہ کے بندے اپنے فریضۂ عبادت کو اچھی طرح ادا کرسکیں۔

اس کی مثال تو یوں سمجھئے کہ ایک طبیب یا ڈاکٹر بیمار کو یوں کہہ دے کہ میری دوائی تجھے تب فائدہ کرے گی، جب تو فلاں فلاں چیز سے پرہیز کرے گا، تو کیا اگر بیمار یہ کہہ کر چھوڑ دے کہ پرہیز تو مجھ سے ہوتی نہیں، تو چلو دوائی ہی چھوڑ دوں، کیونکہ فائدہ تو ہوگا نہیں، تو اس کو عقلمند کہا جائے گا؟ اور کیا بیماری سے نجات پائے گا، اور کیا طبیب یا ڈاکٹر نے اس کو خیرخواہی اور فائدے کی بات نہیں بتلائی کہ بیچارہ دوائی پر پیسے بھی خرچ کرے گا اور بدپرہیزی کی وجہ سے اس کو فائدہ بھی نہیں ہوگا، تو کیا یہ ڈاکٹر یا طبیب کا اس پر احسان نہیں ہے، اس طرح بھائی انسان کے لئے جیسے ایک یہ ظاہری زندگی ہے، اسی طرح ایک روحانی زندگی بھی ہے، جس کی غذا و دوا اطاعت اللہ ہے اور اس میں بدپرہیزی ارتکابِ معاصی ہے، اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روحانی طبیب ہیں، تو آپ نے اپنی امت پر احسان کرتے ہوئے (کہ اللہ تعالیٰ کے بندے اپنی قیمتی عمر کا ذخیرہ خرچ کرکے اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے، لیکن بدپرہیزی کی وجہ سے اس کا فائدہ نہ ہوگا۔ ان کی عمر رائیگاں جائے گی) یہ بتلا دیا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے ساتھ فلاں فلاں چیز سے پرہیز بھی کرتے رہو، اب اگر کوئی الٹی سمجھ والا یوں کہے کہ حرام تو مجھ سے چھوٹتا نہیں چلو نماز ہی چھوڑ دو، تو ایسی عقل پر سوائے ماتم کرنے کے اور کیا کیا جاسکتا ہے، اور اس سے ذرا یہ تو پوچھو کہ حرام کا مال جمع کرکے کہاں جاؤ گے، اور یہاں تو ہمیں یہ جواب دیتے ہو اور اللہ تعالیٰ کے لئے کیا جواب سوچا ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اصغر غفرلہ، نائب مفتی جامعہ خیر المدارس۔ ۷/۴/۱۳۹۳ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد عبداللہ غفرلہ، مفتی خیر المدارس، ملتان۔ (خیر الفتاویٰ: ۲/۲۸۸-۲۹۰)

رشوت خور کی نماز مقبول ہے یا نہیں:

سوال: ایک شخص علاوہ تنخواہ ماہوار کے رشوت خوب لیتا ہے، اس کی نماز مقبول ہے یا نہیں؟

الجواب

نماز قبول ہے اور نماز کا ثواب حاصل ہوگا اور رشوت کا گناہ ہوگا۔

قال اللّٰہ تعالیٰ:
”وَ آخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِھِمْ خَلَطُوْا عَمَلاً صَالِحاً وَّ آخَرَسَیِّئاً“،الآیة. (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۶/۲-۲۷)

”حرام لقمہ کھانے سے چالیس روز کی نماز نہیں ہوتی“ کا مطلب:

سوال: حرام کا ایک لقمہ اگر پیٹ میں چلا جائے، تو چالیس روز کی نماز نہیں ہوتی، تو اس کی اصلاح کی صورت کیا ہے؟ کیا حرام لقمہ کھائے، تو کیا نماز نہ پڑھے، جبکہ چالیس روز تک نماز نہ ہوگی؟

الجواب ______________ حامداً و مصلیاً و مسلماً

نماز قبول نہیں ہوتی۔(۲) دو باتیں الگ الگ ہیں، نماز نہ ہونا اور نماز قبول نہ ہونا۔ اس صورت میں قبول نہیں ہوگی، یعنی اس پر اجر وثواب اور خوشنودیٔ باری تعالیٰ مرتب نہ ہوگی، لیکن آپ کا فریضہ ادا ہوجائے گا، اور آپ اپنے فریضہ سے سبکدوش ہوجائیں گے، (۳) لیکن اگر آپ نے نماز ہی نہ پڑھی، تو آپ کا ذمہ بری نہ ہوگا۔

رہی اصلاح کی صورت تو وہ یہ ہے کہ جس کا حق دبایا ہے، اس کا حق ادا کریں، (۴) اور اس سے معاف کرا کر آئندہ کے لئے سچی توبہ کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (محمود الفتاویٰ: ۴۲۶/۱)

---

(۱) سورة التوبة، رکوع: ۱۳، ظفیر. الآیة: ۱۰۲.
لعن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الراشی و المرتشی. (المستدرک للحاکم، کتاب الأحکام باب لعن رسول الله الراشی والمرتشی، عن عبداللّٰہ بن عمرو رضی اللّٰہ عنهما وثوبان وأبی هريرة (ح: ۷۱۴۸-۷۱۴۹-۷۱۵۰) وسنن الترمذی باب ماجاء فی الراشی والمرتشی فی الحکم (ح: ۱۳۳۶)
عن أبی هريرة أن رسول الله صلی الله عليه وسلم قال: صلوا خلف كل بر وفاجر وصلوا على كل بر وفاجر وجاهدوا مع كل بر وفاجر. (سنن الدارقطنی، کتاب الجنائز (ح: ۱۷۴۴-۱۰) انیس)

(۲) عن ابن عباس قال: تليت هذه الآية عند رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ﴿يأيها الناس كلوا مما فی الارض حلالا طيبا﴾ فقام سعد بن أبی وقاص فقال يارسول اللّٰہ، ادع اللّٰہ أن يجعلنی مستجاب الدعوة، فقال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم: ياسعد، أطب مطعمک تكن مستجاب الدعوة، والذی نفس محمد بيده إن العبد ليقذف اللقمة الحرام فی جوفه مايتقبل اللّٰہ منه عمل أربعين يوما وأيما عبد نبت لحمه من سحت فالنار أولی به. (جامع العلوم والحکم لابن رجب الحنبلی، الحديث العاشر: ۲۶۰/۱، مؤسسة الرسالة. انیس)

(۳) قال الطيبی رحمه اللّٰہ: كان الظاهر أن يقال منه، لكن المعنی لم يكتب اللّٰہ له صلاة مقبولة مع كونها مجزئة مسقطة للقضاء كالصلاة فی الدار المغصوبة، وهو الأظهر لقوله تعالیٰ ﴿إنما يتقبل اللّٰہ من المتقين﴾ والثواب إنما يترتب على القبول، كما أن الصحة مترتبة على حصول الشرائط والأركان. (مرقاة المفاتيح، تفسير حديث (۲۷۸۹) کتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال: ۱۹۰۷/۵، دار الفکر بیروت. انیس)

(۴) عن سعيد بن زيد قال: سمعت رسول الله صلی الله عليه وسلم يقول: من أخذ شبرا من الأرض ظلما فإنه يطوقه يوم القيامة من سبع أرضين. (الصحيح لمسلم، کتاب المساقاة، باب تحريم الظلم وغصب الأرض وغيرها (ح: ۱۶۱۰) / الصحيح للبخاری، کتاب المظالم، باب إثم من ظلم شيئا من الأرض (ح: ۲۳۲۰) / سنن الترمذی، کتاب الديات، باب ماجاء فيمن قتل دون ماله فهو شهيد (ح: ۱۴۱۸) / مسند الإمام أحمد، مسند العشرة المبشرة، مسند باقی العشرة المبشرة بالجنة، مسند سعيد بن زيد بن عمرو بن نفيل (ح: ۱۶۳۱) / مسند البزار، مسند سعيد بن زيد (ح: ۱۲۴۹) انیس)